

قانون معاشرت

(۱۳)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مردوزن کا اختلاط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا،
ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ،
وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ: ارْجِعُوا، فَارْجِعُوا، هُوَ أَزْكَى لَكُمْ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ - لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ -
قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ، ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ
بِمَا يَصْنَعُونَ - وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ، وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ، وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا، وَلِيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ، وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ
أَوْ آبَاءِ هُنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ هُنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي
إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءٍ هُنَّ أَوْ مَمْلُوكَاتٍ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّبِيعِينَ غَيْرِ أُولِي الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الْوَالِدِ
الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَتِ النِّسَاءِ، وَلَا يُضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ،
وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا، أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ، لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (النور: ٢٤-٣١)

”ایمان والوں، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو کرو، جب تک تعارف پیدا نہ کر لو اور گھر والوں پر سلام نہ
بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تمہیں یاد دہانی حاصل رہے۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو، جب تک تمہیں

اجازت نہ دی جائے، اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ۔ یہی طریقہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اس میں، البتہ کوئی مضائقہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہیں ہیں اور ان میں تمہارے لیے کوئی منفعت ہے۔ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو۔ مومن مردوں سے کہہ دو، (اے پیغمبر کہ ان گھروں میں اگر عورتیں ہوں تو) وہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں، اللہ اُس سے پوری طرح واقف ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزیں نہ کھولیں، سوائے اُن کے جو اُن میں سے کھلی ہوتی ہیں، اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ اور زینت کی چیزیں نہ کھولیں، مگر اپنے شوہر کے سامنے یا اپنے باپ، اپنے شوہر کے باپ، اپنے بیٹوں، اپنے شوہر کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھائیوں کے بیٹوں، اپنی بہنوں کے بیٹوں، اپنے میل جول کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سامنے یا اُن زبردست مردوں کے سامنے جو عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے یا اُن بچوں کے سامنے جو عورتوں کی پردے کی چیزوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ اُن کی چھپی ہوئی زینت (لوگوں کے لیے بظاہر ہو جائے۔ اور ایمان والو، سب مل کر اللہ سے رجوع کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

یہ اخلاقی مفاسد سے معاشرے کی حفاظت اور باہمی تعلقات میں دلوں کی پاکیزگی قائم رکھنے کے لیے اختلاط مردوزن کے آداب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مقرر فرمائے ہیں۔ سورہ نور کی ان آیات میں یہ اس تشبیہ کے ساتھ بیان ہوئے ہیں کہ دوسروں کے گھروں میں جانے اور ملنے جلنے کا یہی طریقہ لوگوں کے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ وہ اگر اسے ملحوظ رکھیں گے تو یہ ان کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ لیکن اس میں ایک ضروری شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کو علیم و خبیر سمجھتے ہوئے اس طریقے کی پابندی کریں اور اس بات پر ہمیشہ متنبہ رہیں کہ ان کا پروردگار ان کے عمل ہی سے نہیں، ان کی نیت اور ارادوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔

یہ آداب درج ذیل ہیں:

۱۔ ایک دوسرے کے گھروں میں جانے کی ضرورت پیش آ جائے تو بے دھڑک اور بے پوچھے اندر داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اس طرح کے موقعوں پر ضروری ہے کہ آدمی پہلے گھر والوں کو اپنا تعارف کرائے جس کا شایستہ اور مہذب طریقہ یہ ہے کہ دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا جائے۔ اس سے گھر والے معلوم کر لیں گے کہ آنے والا کون ہے؟ کیا چاہتا ہے اور اس کا گھر میں داخل ہونا مناسب ہے یا نہیں؟ اس کے بعد اگر وہ سلام کا جواب دیں اور اجازت ملے تو گھر میں داخل ہو، اجازت دینے کے لیے گھر میں کوئی موجود نہ ہو یا موجود ہو اور اس کی طرف سے کہہ دیا جائے کہ اس وقت ملنا ممکن نہیں ہے تو دل میں کوئی تنگی محسوس کیے بغیر واپس چلا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ اجازت کے لیے تین مرتبہ پکارو، اگر تیسری مرتبہ پکارنے پر بھی جواب نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔^{۴۸}

اسی طرح آپ کا ارشاد ہے کہ اجازت عین گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور اندر جھانکتے ہوئے نہیں مانگنی چاہیے، اس لیے کہ اجازت مانگنے کا حکم تو دیا ہی اس لیے گیا ہے کہ گھر والوں پر نگاہ نہ پڑے۔^{۴۹}

۲۔ ان جگہوں کے لیے یہ پابندی، البتہ ضروری نہیں ہے جہاں لوگوں کے بیوی بچے نہ رہتے ہوں۔ قرآن نے اس کے لیے 'بیوتا غیر مسکونہ' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یعنی ہوٹل، سرائے، مہمان خانے، دکانیں، دفاتر، مردانہ نشست گاہیں وغیرہ۔ ان میں اگر کسی منفعت اور ضرورت کا تقاضا ہو تو آدمی اجازت کے بغیر بھی جاسکتا ہے۔ اجازت لینے کی جو پابندی اوپر عائد کی گئی ہے، وہ ان جگہوں سے متعلق نہیں ہے۔

۳۔ دونوں ہی قسم کے مقامات پر اگر عورتیں موجود ہوں تو اللہ کا حکم ہے کہ مرد بھی اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور عورتیں بھی۔ اس کے لیے اصل میں 'یغضوا من ابصارہم' کے الفاظ آئے ہیں۔ نگاہوں میں حیا ہو اور مرد و عورت ایک دوسرے کے حسن و جمال سے آنکھیں سینکنے، خط و خال کا جائزہ لینے اور ایک دوسرے کو گھورنے سے پرہیز کریں تو اس حکم کا منشا یقیناً پورا ہو جاتا ہے، اس لیے کہ اس سے مقصود نہ دیکھنا یا ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہنا نہیں ہے، بلکہ نگاہ بھر کر نہ دیکھنا اور نگاہوں کو دیکھنے کے لیے بالکل آزاد نہ چھوڑ دینا ہے۔ اس طرح کا پہرا اگر نگاہوں پر نہ بٹھایا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ آنکھوں کی زنا ہے۔ اس سے ابتدا ہو جائے تو شرم گاہ سے پورا کر دیتی ہے یا پورا کرنے سے رہ جاتی ہے۔ چنانچہ یہی نگاہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اسے فوراً پھیر لینا چاہیے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی، ایک کے بعد دوسری نظر کو اس کا پچھتا نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ پہلی تو معاف ہے، مگر دوسری معاف نہیں ہے۔^{۵۰}

جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے پوچھا: اس طرح کی نگاہ اچانک پڑ جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کر لو۔^{۵۱}

حجۃ الوداع کا قصہ ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں روک کر مسئلہ پوچھنے لگی تو فضل بن

۴۸۔ بخاری، رقم ۶۲۴۵۔

۴۹۔ بخاری، رقم ۶۲۴۱۔

۵۰۔ بخاری، رقم ۶۳۴۳۔

۵۱۔ ابوداؤد، رقم ۲۱۴۹۔

۵۲۔ مسلم، رقم ۲۱۵۹۔

عباس نے اس پر نگاہیں گاڑ دیں۔ آپ نے دیکھا تو ان کا منہ پکڑ کر دوسری طرف کر دیا۔^{۵۳}

۴۔ اس طرح کے موقعوں پر شرم گاہوں کی حفاظت کی جائے۔ قرآن میں جگہ جگہ یہ تعبیر ناجائز شہوت رانی سے پرہیز کے لیے اختیار کی گئی ہے، لیکن سورہ نور کی ان آیات میں قرینہ دلیل ہے کہ اس سے مراد عورتوں اور مردوں کا اپنے صنفی اعضا کو اچھی طرح ڈھانپ کر رکھنا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ مرد و زن ایک جگہ موجود ہوں تو چھپانے کی جگہوں کو اور بھی زیادہ اہتمام کے ساتھ چھپانا چاہیے۔ اس میں ظاہر ہے کہ بڑا دخل اس چیز کو ہے کہ لباس باقرینہ ہو۔ عورتیں اور مرد، دونوں ایسا لباس پہنیں جو زینت کے ساتھ صنفی اعضا کو بھی پوری طرح چھپانے والا ہو۔ پھر ملاقات کے موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اٹھنے بیٹھنے میں کوئی شخص برہنہ نہ ہونے پائے۔ شرم گاہوں کی حفاظت سے یہاں قرآن کا مقصود یہی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی معاشرت میں غص بصر کے ساتھ یہ چیز بھی پوری طرح ملحوظ رکھی جائے۔

۵۔ عورتوں کے لیے، بالخصوص ضروری ہے کہ وہ زیب و زینت کی کوئی چیز اپنے قریبی اعزہ اور متعلقین کے سوا کسی شخص کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس سے زیبائش کی وہ چیزیں، البتہ مستثنیٰ ہیں جو عادت کھلی ہوتی ہیں۔ یعنی ہاتھ، پاؤں اور چہرے کا بناؤ سنگھار اور زیورات وغیرہ۔ اس کے لیے اصل میں 'الا ما ظہر منہا' کے جو الفاظ آئے ہیں، ان کا صحیح مفہوم عربیت کی رو سے وہی ہے جسے زخشری نے 'الا ما جرت العادة والنجلة علی ظہورہ والاصل فیہ الظہور'^{۵۴} کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ یعنی وہ اعضا جنہیں انسان عادت اور جمالی طور پر چھپایا نہیں کرتے اور وہ اصلاً کھلے ہی ہوتے ہیں۔ لہذا ان اعضا کے سوا باقی ہر جگہ کی زیبائش عورتوں کو چھپا کر رکھنی چاہیے، یہاں تک کہ مردوں کی موجودگی میں اپنے پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ ان کی چھپی ہوئی زینت ظاہر نہ ہو جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بنا پر عورتوں کے تیز خوشبو لگا کر باہر نکلنے کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔^{۵۵}

جن اعزہ اور متعلقین کے سامنے اظہار زینت کی یہ پابندی نہیں ہے، وہ یہ ہیں:

شوہر

باپ

شوہروں کے باپ

اپنے اور شوہر کے باپ کے لیے اصل میں لفظ 'آباء' استعمال ہوا ہے۔ اس کے مفہوم میں صرف باپ ہی نہیں، بلکہ

اجداد و اعمام، سب شامل ہیں۔ لہذا ایک عورت اپنی ددھیال اور ننھیال، اور اپنے شوہر کی ددھیال اور ننھیال کے ان سب بزرگوں

۵۳ بخاری، رقم ۱۵۱۳۔

۵۴ الکشاف ۳/۲۳۱۔

۵۵ البوداؤد، رقم ۴۱۷۳۔

کے سامنے زینت کی چیزیں اسی طرح ظاہر کر سکتی ہے، جس طرح اپنے والد اور خسر کے سامنے کر سکتی ہے۔

بیٹے

شوہروں کے بیٹے

بھائی

بھائیوں کے بیٹے

بہنوں کے بیٹے

بیٹوں میں پوتے، پر پوتے اور نواسے، پر نواسے، سب شامل ہیں اور اس معاملے میں سگے اور سوتیلے کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ یہی حکم بھائیوں اور بھائی بہنوں کی اولاد کا ہے۔ ان میں بھی سگے، سوتیلے اور رضاعی، تینوں قسم کے بھائی اور بھائی بہنوں کی اولاد شامل سمجھی جائے گی۔

اپنے میل جول اور تعلق و خدمت کی عورتیں

اس سے واضح ہے کہ اجنبی عورتوں کو بھی مردوں ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے اور ان کے سامنے بھی مسلمان عورتوں کو اپنی چھپی ہوئی زینت کے معاملے میں محتاط رہنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں مالی اور اخلاقی، دونوں قسم کی آفتوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، بلکہ بعض حالات میں یہ چیز اس سے بھی بڑے خطرات کا باعث بن جاتی ہے۔

غلام

یہ اس زمانے میں موجود تھے۔ ممالک ایمانہ کے جو الفاظ ان کے لیے اصل میں آئے ہیں، ان سے بعض فقہاء نے صرف لونڈیاں مراد لی ہیں، لیکن اس کا کوئی قرینہ ان الفاظ میں موجود نہیں ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”اگر صرف لونڈیاں ہی مراد ہوتیں تو صحیح اور واضح تعبیر ’اوا مائہن‘ کی ہوتی، ایک عام لفظ جو لونڈیوں اور غلاموں، دونوں پر مشتمل ہے، اس کے لیے استعمال نہ ہوتا۔ پھر یہاں اس سے پہلے ’نساءہن‘ کا لفظ آچکا ہے جو ان تمام عورتوں پر، جیسا کہ واضح ہو چکا ہے، مشتمل ہے جو میل جول اور خدمت کی نوعیت کی وابستگی رکھتی ہیں۔ اس کے بعد لونڈیوں کے علیحدہ ذکر کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔“ (تدبر قرآن ۵/۳۹۸)

وہ لوگ جو گھر والوں کی سرپرستی میں رہتے ہوں اور زبردستی کے باعث یا کسی اور وجہ سے انھیں عورتوں کی طرف رغبت نہ ہو سکتی ہو۔

بچے جو ابھی بلوغ کے تقاضوں سے واقف نہ ہوئے ہوں۔

۶۔ عورت کا سینہ بھی چونکہ صنفی اعضا میں سے ہے، پھر گلے میں زیورات بھی ہوتے ہیں، اس لیے ایک مزید ہدایت یہ

فرمائی ہے کہ اس طرح کے موقعوں پر اسے دوپٹے سے ڈھانپ لینا چاہیے۔ اس سے، ظاہر ہے کہ گریبان بھی فی الجملہ چھپ جائے گا۔ یہ مقصد اگر دوپٹے کے سوا کسی اور طریقے سے حاصل ہو جائے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔ مدعا یہی ہے کہ عورتوں کو اپنا سینہ اور گریبان مردوں کے سامنے کھولنا نہیں چاہیے، بلکہ اس طرح ڈھانپ کر رکھنا چاہیے کہ نہ وہ نمایاں ہو اور نہ اس کی زینت ہی کسی پہلو سے نمایاں ہونے پائے۔

ان آداب سے متعلق چند توضیحات بھی اسی سورہ میں بیان ہوئی ہیں۔

اولاً، فرمایا ہے کہ گھروں میں آمد و رفت رکھنے والے غلاموں اور نابالغ بچوں کے لیے ہر موقع پر اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ تین اوقات میں اجازت لے کر داخل ہوں: نماز فجر سے پہلے جبکہ لوگ ابھی بستروں میں ہوتے ہیں؛ ظہر کے وقت جب وہ قیلولہ کے لیے کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہیں اور عشا کے بعد جب وہ سونے کے لیے بستروں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ تین وقت پردے کے وقت ہیں۔ ان میں اگر کوئی اچانک آ جائے گا تو ممکن ہے کہ گھر والوں کو ایسی حالت میں دیکھ لے جس میں دیکھا جانا پسندیدہ نہ ہو۔ ان کے سوا دوسرے اوقات میں نابالغ بچے اور گھر کے غلام عورتوں اور مردوں کے پاس، ان کے تخیلی کی جگہوں میں اور ان کے کمروں میں اجازت لیے بغیر آ سکتے ہیں۔ اس میں کسی کے لیے کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن ان تین وقتوں میں ضروری ہے کہ جب وہ خلوت کی جگہ آنے لگیں تو پہلے اجازت لے لیں۔ نابالغ بچوں کے لیے، البتہ بالغ ہو جانے کے بعد یہ رخصت باقی نہ رہے گی۔ اس دلیل کی بنا پر کہ یہ بچپن سے گھر میں آتے جاتے رہے ہیں، انھیں ہمیشہ کے لیے مستثنیٰ نہیں سمجھا جائے گا۔ بلوغ کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد ان کے لیے بھی ضروری ہوگا کہ عام قانون کے مطابق اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوں:

”ایمان والو، تمہارے غلام اور لونڈیاں اور تمہارے وہ

بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین وقتوں میں

اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں: نماز فجر سے پہلے

اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشا کی

نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت

ہیں۔ ان کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ (اس لیے

کہ) تم ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے والے ہو۔

اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا

ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور جب تمہارے بچے عقل کی

حد کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ،

وَإِذَا تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ، وَمِنْ

بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ،

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ،

طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ -

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ

حَكِيمٌ - وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ الْحُلُمَ

فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ -

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ، وَ اللَّهُ عَلِيمٌ
 حَكِيمٌ۔ (النور: ۲۳-۵۸-۵۹)

جس طرح اُن کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔“

ثانیاً، ارشاد ہوا ہے کہ دوپٹے سے سینہ اور گریبان ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ان بڑی بوڑھیوں کے لیے نہیں ہے جو اب نکاح کی امید نہیں رکھتی ہیں، بشرطیکہ وہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ عورت کی خواہشات جس عمر میں مرجاتی ہیں اور اس کو دیکھ کر مردوں میں بھی کوئی صنفی جذبہ پیدا نہیں ہوتا، اس میں سینے اور گریبان پر آنچل ڈالے رکھنا ضروری نہیں ہے۔ لہذا بوڑھی عورتیں اپنا یہ کپڑا مردوں کے سامنے اتار سکتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم پسندیدہ بات ان کے لیے بھی یہی ہے کہ وہ احتیاط کریں اور مردوں کی موجودگی میں اسے نہ اتاریں۔ یہ ان کے لیے بہتر ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرُجُونَ
 نِكَاحًا، فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ
 ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ، وَأَنْ
 يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ، وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔
 ”اور بڑی بوڑھیاں جو اب نکاح کی امید نہیں رکھتی
 ہیں، وہ اگر اپنے دوپٹے اتار دیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں،
 بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر احتیاط
 برتیں تو اُن کے لیے بہتر ہے۔ اور اللہ سننے والا ہے، وہ ہر
 چیز سے واقف ہے۔“ (النور: ۶۰)

ثالثاً، وضاحت فرمائی ہے کہ لوگ خود ہوں یا ان کے مجبور و معذور اعزہ اور احباب جو انھی کے گھروں پر گزارہ کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے گھروں میں آئیں جائیں، ملیں جلیں اور مرد و عورت الگ الگ یا اکٹھے بیٹھ کر کھائیں پیئیں، نہ ان کے اپنے گھروں میں، نہ باپ دادا کے گھروں میں، نہ ماؤں کے گھروں میں، نہ بھائیوں اور بہنوں کے گھروں میں، نہ چچاؤں، پھوپھیوں، ماموں اور خالاؤں کے گھروں میں، نہ زیر تولیت افراد کے گھروں میں اور نہ دوستوں کے گھروں میں۔ اتنی بات، البتہ ضروری ہے کہ گھروں میں داخل ہوں تو اپنے لوگوں کو سلام کریں۔ یہ بڑی بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے جس سے باہمی تعلقات میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔ ملنے جلنے کے جو آداب انھیں بتائے گئے ہیں، ان سے ربط و تعلق کے لوگوں کو سہارے سے محروم کرنا یا ان کی سوشل آزادیوں پر پابندی لگانا مقصود نہیں ہے۔ وہ اگر سمجھ بوجھ سے کام لیں تو ان آداب کی رعایت کے ساتھ یہ سارے تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس سے مختلف کوئی بات اگر انھوں نے سمجھی ہے تو غلط سمجھی ہے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی ممنوع قرار دینا پیش نظر نہیں ہے:

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى
 الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ
 وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ
 ”نہ اندھے کے لیے کوئی حرج ہے، نہ لنگڑے کے لیے
 اور نہ مریض کے لیے اور نہ خود تمہارے لیے کہ تم اپنے
 گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں

أَوْ بِيُوتِ آبَاءِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ
بِيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بِيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ
بِيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بِيُوتِ عَمَّتِكُمْ أَوْ
بِيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بِيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ
مَمَالِكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ، لَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعاً أَوْ
أَشْتَاتاً - فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى
أَنْفُسِكُمْ ، تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ، مُبْرَكَةً
طَيِّبَةً - كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ ،
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ - (النور: ۲۴: ۶۱)

کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی
بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا
اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے
گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اپنے زیر
تولیت لوگوں کے گھروں سے یا اپنے دوستوں کے گھروں
سے کھاؤ پیو۔ تم پر کوئی گناہ نہیں، چاہے مرد و عورت اکٹھے
بیٹھ کر کھاؤ یا الگ الگ۔ (اتنی بات، البتہ ضروری ہے کہ)
جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، اللہ کی
طرف سے مقرر کی ہوئی ایک بابرکت اور پاکیزہ دعا۔ اس
طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے

تاکہ تم عقل سے کام لو۔“

عام حالات میں آداب یہی ہیں، لیکن مدینہ میں جب اشرار نے مسلمان شریف زادیوں پر ہتھتیں تراشنا اور انہیں تنگ کرنا
شروع کیا تو سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ کی بیٹیوں اور عام مسلمان خواتین کو مزید
یہ ہدایت فرمائی کہ اندیشے کی جگہوں پر جاتے وقت وہ اپنی چادروں کے پلو اوپر سے چہرے پر لٹکا لیا کریں تاکہ اخلاق باختمہ عورتوں
سے الگ پہچانی جائیں اور ان کے بہانے سے کوئی انہیں اذیت نہ دے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں جب
رات کی تاریکی میں یا صبح منہ اندھیرے رفع حاجت کے لیے نکلتی تھیں تو یہ اشرار ان کے درپے آزار ہوتے اور اس پر گرفت کی
جاتی تو فوراً کہہ دیتے تھے کہ ہم نے تو فلاں اور فلاں کی لونڈی سمجھ کر ان سے فلاں بات معلوم کرنا چاہی تھی^{۵۶}۔ ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ
مَا كَتَبْنَا، فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا
مُّبِينًا - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، قُلْ لَّا زَوَاجِكَ وَ
بَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ
جَلَا بِيْبِهِنَّ، ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا
يُؤْذِينَ، وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا - لَئِنْ لَّمْ
يَنْتَهُ الْمُتَّفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

”اور جو لوگ مسلمان عورتوں اور مردوں کو اُن چیزوں
کے معاملے میں اذیت دیتے ہیں جن کا اُنہوں نے
ارتکاب نہیں کیا ہے، (انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) اُنہوں
نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے
لیا ہے۔ (اس صورت حال میں)، اے پیغمبر، اپنی بیویوں
اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کر دو کہ (باہر
نکلیں تو) اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ یہ

۵۶ تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر ۳/۵۱۸۔ الکشاف، زحشری ۳/۵۶۰۔

وَالْمُرْجُفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّ بِهِمْ نَوْمًا
لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا، مَلْعُونِينَ
أَيْنَمَا تُقِفُوا، أَخِذُوا وَقْتِكُمْ لِيَوْمٍ تَكْتُمُونَ

(۶۱-۵۸:۳۳)

اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ (لوٹد یوں سے الگ) پہچانی
جائیں اور انہیں اذیت نہ دی جائے، اور اللہ بخشنے والا
ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ یہ منافق اگر اپنی حرکتوں
سے باز نہ آئے اور وہ بھی جن کے دلوں میں بیماری ہے اور
وہ بھی جو مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے ہیں تو ہم ان کے
خلاف تمہیں اٹھا کھڑا کریں گے۔ پھر وہ مشکل ہی سے
تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔ ان پر پھٹکار ہوگی، جہاں
ملیں گے پکڑے جائیں گے اور عبرت ناک طریقے سے
قتل کر دیے جائیں گے۔“

ان آیتوں میں 'ان یعرفن فلا یوذین' کے الفاظ اور ان کے سیاق و سباق سے بالکل واضح ہے کہ یہ کوئی مستقل حکم نہ
تھا، بلکہ ایک وقتی تدبیر تھی جو اوہاموں کے شر سے مسلمان عورتوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بھی اسی نوعیت کی بعض مصلحتوں کے پیش نظر، عورتوں کو تنہا لبا سفر کرنے اور راستوں میں مردوں کے ہجوم کا حصہ بن کر چلنے
سے منع فرمایا۔ لہذا مسلمان خواتین کو اگر اب بھی اس طرح کی صورت حال کسی جگہ درپیش ہو تو وہ ایسی کوئی تدبیر دوسری عورتوں
سے اپنا امتیاز قائم کرنے اور اپنی حفاظت کے لیے اختیار کر سکتی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کی رعایت سے اور خاص آپ کی ازواج مطہرات کے لیے بھی اس سلسلہ کی بعض ہدایات
اسی سورہ احزاب میں بیان ہوئی ہیں۔ عام مسلمان مردوں اور عورتوں سے ان ہدایات کا اگرچہ کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن بعض
اہل علم چونکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ان کی صحیح نوعیت بھی یہاں واضح کر دی جائے۔

سورہ پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے وہی اشرا اور منافقین جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، جب رات دن اس تگ و دو
میں رہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے متعلق کوئی اسکینڈل پیدا کریں تاکہ عام مسلمان بھی آپ سے
برگشتہ اور بدگمان ہوں اور اسلام اور مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ بھی بالکل برباد ہو کر رہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کا سدباب
اس طرح کیا کہ پہلے ازواج مطہرات کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو دنیا کے عیش اور اس کی زینتوں کی طلب میں حضور سے
الگ ہو جائیں اور چاہیں تو اللہ و رسول اور قیامت کے فوز و فلاح کی طلب گار بن کر پورے شعور کے ساتھ ایک مرتبہ پھر یہ
فیصلہ کر لیں کہ انہیں اب ہمیشہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہنا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ اگر حضور کے
ساتھ رہنے کا فیصلہ کرتی ہیں تو انہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ آپ کی رفاقت سے جو مرتبہ انہیں حاصل ہوا ہے،

۵۷۔ بخاری، رقم ۱۰۸۸۔ ابوداؤد، رقم ۵۲۷۲۔

اس کے لحاظ سے ان کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے۔ وہ پھر عام عورتیں نہیں ہیں۔ ان کی حیثیت مسلمانوں کی ماؤں کی ہے۔ اس لیے وہ اگر صدق دل سے اللہ و رسول کی فرماں برداری اور عمل صالح کریں گی تو جس طرح ان کی جزا دہری ہے، اسی طرح اگر ان سے کوئی جرم صادر ہو تو اس کی سزا بھی دوسروں کی نسبت سے دہری ہوگی۔ ان کے باطن کی پاکیزگی میں شبہ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی نگاہ میں بھی ہر طرح کی اخلاقی نجاست سے بالکل پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ ان کے مقام و مرتبہ کا تقاضا ہے اور اس کے لیے یہ چند باتیں اپنے شب و روز میں انہیں لازماً ملحوظ رکھنی چاہئیں:

اول یہ کہ وہ اگر خدا سے ڈرنے والی ہیں تو ہر آنے والے سے بات کرنے میں نرمی اور تواضع اختیار نہ کیا کریں۔ عام حالات میں تو گفتگو کا پسندیدہ طریقہ یہی ہے کہ آدمی تواضع اختیار کرے، لیکن جو حالات انہیں درپیش ہیں، ان میں اشرار و منافقین مروت اور شرافت کے لہجے سے دلیر ہوتے اور غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس سے انہیں یہ توقع پیدا ہو جاتی ہے کہ جو وسوسہ اندازی وہ ان کے دلوں میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اس میں انہیں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس لیے ایسے لوگوں سے اگر بات کرنے کی نوبت آئے تو بالکل صاف اور سادہ انداز میں اور اس طرح بات کرنی چاہیے کہ اگر وہ اپنے دل میں کوئی برا ارادہ لے کر آئے ہیں تو انہیں اچھی طرح اندازہ ہو جائے کہ یہاں ان کے لیے کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ، لَسْتَنَّ كَاٰحِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ، ”نبی کی بیویو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، (اس لیے) اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو لہجے میں نرمی اختیار نہ کرو کہ جس کے دل میں خرابی ہے، وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے اور (اس طرح کے لوگوں سے) صاف سیدھی بات

کیا کرو۔“

دوم یہ کہ اپنے مقام و مرتبہ کی حفاظت کے لیے وہ گھروں میں ٹک کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس ذمہ داری پر انہیں فائز کیا ہے، ان کے سب انداز اور رویے بھی اس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ لہذا کسی ضرورت سے باہر نکلنا ناگزیر ہو تو اس میں بھی زمانہ جاہلیت کی بیگمات کے طریقے پر اپنی زیب و زینت کی نمائش کرتے ہوئے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔ ان کی حیثیت اور ذمہ داری، دونوں کا تقاضا ہے کہ اپنے گھروں میں رہ کر شب و روز نماز اور زکوٰۃ کا اہتمام رکھیں اور ہر معاملے میں پوری وفاداری کے ساتھ اللہ اور رسول کی اطاعت میں سرگرم ہوں۔ تاہم کسی مجبوری سے باہر نکلنا ہی پڑے تو اسلامی تہذیب کا بہترین نمونہ بن کر نکلیں اور کسی منافق کے لیے انگلی رکھنے کا کوئی موقع نہ پیدا ہونے دیں:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ، وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى، وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ، وَآتِينَ

”اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح سچ دھج نہ دکھاتی پھرو، اور نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ

الزَّكْوَةَ ، وَأَطَعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - إِنَّمَا يُرِيدُ
اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ ، أَهْلَ الْبَيْتِ ،
وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا - (۳۳:۳۳)

دیتی رہو اور اللہ ورسول کی فرماں برداری کرو۔ اللہ تو یہی
چاہتا ہے، اس گھر کی بیبیو کہ تم سے (وہ) گندگی دور کرے
(جو یہ منافق تم پر تھوپنا چاہتے ہیں) اور تمہیں پوری طرح
پاک کر دے۔“

سوم یہ کہ اللہ کی آیات اور ایمان و اخلاق کی جو تعلیم ان کے گھروں میں دی جا رہی ہے، دوسری باتوں کے بجائے وہ اپنے
ملنے والوں سے اس کا چرچا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس کام کے لیے منتخب فرمایا ہے، وہ یہی ہے۔ ان کا مقصد زندگی اب
دنیا اور اس کا عیش و عشرت نہیں، بلکہ اسی علم و حکمت کا فروغ ہونا چاہیے:

وَأذْكُرَنَّ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ
وَالْحِكْمَةِ - إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا -
(۳۳:۳۳)

”اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور اُس کی
نازل کردہ حکمت کی جو تعلیم ہوتی ہے، (اپنے ملنے والوں
سے) اُس کا چرچا کرو۔ بے شک، اللہ بڑا ہی دقیقہ شناس

ہے، وہ پوری طرح خبر رکھنے والا ہے۔“

اس کے بعد بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے۔ چنانچہ اسی سورہ میں آگے اللہ تعالیٰ نے نہایت
تختی کے ساتھ چند مزید ہدایات اس سلسلہ میں دی ہیں۔
فرمایا ہے کہ اب کوئی مسلمان بن بلائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔ لوگوں کو کھانے کی دعوت
بھی دی جائے گی تو وہ وقت کے وقت آئیں گے اور کھانا کھانے کے فوراً بعد منتشر ہو جائیں گے، باتوں میں لگے ہوئے وہاں
بیٹھے نہ رہیں گے۔

آپ کی ازواج مطہرات لوگوں سے پردے میں ہوں گی اور قریبی اعزہ اور میل جول کی عورتوں کے سوا کوئی ان کے
سامنے نہ آئے گا۔ جس کو کوئی چیز لینا ہوگی، وہ بھی پردے کے پیچھے ہی سے لے گا۔

پیغمبر کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جو منافقین ان سے نکاح کے ارمان اپنے دلوں میں رکھتے ہیں، ان پر واضح ہو
جانا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ازواج مطہرات سے کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ان کی یہ حرمت ہمیشہ کے
لیے قائم کر دی گئی ہے۔ لہذا ہر صاحب ایمان کے دل میں احترام و عقیدت کا وہی جذبہ ان کے لیے ہونا چاہیے جو وہ اپنی ماں
کے لیے اپنے دل میں رکھتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لوگوں کی یہ باتیں باعث اذیت رہی ہیں۔ اب وہ متنبہ ہو
جائیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ بڑی ہی سنگین بات ہے۔ یہاں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص
اپنی کسی نازیبا سے نازیبا حرکت کے لیے بھی کوئی عذر تراش لے، لیکن وہ پروردگار جو دلوں کے بھید تک سے واقف ہے، یہ
باتیں اس کے حضور میں کسی کے کام نہ آسکیں گی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ
 إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظْرِيْنٍ
 إِنَّهُ، وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا، فَإِذَا اطْعَمْتُمْ
 فَاَنْتَشِرُوا، وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ - إِنَّ
 ذَلِكَ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِ مِنْكُمْ،
 وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ - وَإِذَا
 سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا، فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ
 حِجَابٍ - ذَلِكَمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَ
 قُلُوبِهِنَّ - وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ
 اللَّهِ، وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مَنْ بَعْدِهِ
 أَبَدًا - إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا - إِنَّ
 تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ، فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ
 شَيْءٍ عَلِيمًا - لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ
 وَلَا أَبْنَاءِهِنَّ، وَلَا إِخْوَانِهِنَّ، وَلَا أَبْنَاءِ
 إِخْوَانِهِنَّ، وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَابِهِنَّ
 وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ، وَاتَّقِينَ اللَّهَ، إِنَّ
 اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا -

(۵۵-۵۳:۳۳)

”ایمان والو، نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو، الا یہ کہ
 تمہیں کسی وقت کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی
 جائے۔ اس صورت میں بھی اُس کے کپنے کا انتظار کرتے
 ہوئے نہ بیٹھو۔ ہاں، جب بلایا جائے تو آؤ۔ پھر جب کھا لو
 تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو۔ یہ
 باتیں نبی کے لیے باعث اذیت تھیں، مگر وہ تمہارا لحاظ
 کرتے رہے اور اللہ حق بتانے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔
 اور نبی کی بیویوں سے تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے
 سے مانگا کرو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ
 پاکیزہ ہے اور اُن کے دلوں کے لیے بھی۔ اور تمہارے
 لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز
 ہے کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ
 کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔ تم کوئی بات ظاہر کرو یا
 چھپاؤ، اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ان (بیبیوں) پر، البتہ
 اس معاملے میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے باپوں اور اپنے
 بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجیوں اور اپنے بھانجوں
 اور اپنے میل جول کی عورتوں اور اپنے غلاموں کے سامنے
 ہوں۔ اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیبیو۔ بے شک، اللہ ہر چیز
 پر نگاہ رکھتا ہے۔“

(باقی)